اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی

۱۲

ایمان

رسالت محمدی کے امتیازی خصائص یہاں تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ رسالت کے عام احکام سے متعلق تھا مگر ان کے علاوہ چند امور ایسے بھی ہیں جو خاص طور پر رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں بلاشبہ نفس منصب رسالت کے لحاظ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء میں کوئی فرق نہیں ہے، اور قرآن مجید کا صریح فیصلہ ہے کہ رسولوں کے درمیان کسی قسم کی تفریق جائز نہیں۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ (۲:۶) پس جہاں تک اصول کا تعلق ہے، تمام انبیاء اس میں مشترک ہیں کہ سب کے سب اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں، سب کو "حکم" اور "علم" عطا کیا گیا ہے، سب ایک ہی صراط مستقیم کی طرف بلانے والے ہیں، سب بنی نوع انسان کے ہادی و رہنما ہیں، سب کی اطاعت فرض اور سب کی سیرت بنی آدم کے لئے نمونۂ تقلید ہے لیکن عملاً اللہ تعالیٰ نے چند امور میں نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں ایک خاص امتیاز عطا فرمایا ہے، اور یہ امتیاز محض سطحی نہیں ہے کہ اس کو ملحوظ رکھنے یا نہ رکھنے کا کوئی اثر نہ ہو، بلکہ درحقیقت اسلام کے نظام دینی میں اس کو ایک اساسی حیثیت حاصل ہے، اور عملاً اسلام کے تمام معتقدات اور قوانین کی بنیاد، رسالت محمدی کی اسی امتیازی حیثیت پر قائم ہے، اس لئے رسالت کے متعلق کسی کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا، جب تک کہ وہ اس مخصوص امتیازی حیثیت کو ملحوظ رکھ کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے۔

پچھلی نبوتوں اور رسالت محمدی کا فرق اس مضمون کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے چند امور ذہن نشین کر لینے ضروری ہیں

۱- اشارات قرآنی، روایات ماثورہ، اور قیاس عقلی تینوں سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہونی چاہئے۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ (۳۵ : ۳) کوئی امت ایسی نہیں ہوی ہے جس میں کوئی تنبیہ کرنے والا نہ گذرا ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نوع بشری کی اتنی امتیں دنیا میں گذر چکی ہیں کہ تاریخ کا علم ان کا احاطہ نہ کرسکا ہے اور نہ کرسکتا ہے۔ لہذا ہر امت کے لئے اگر ایک رسول بھی آیا ہو تو رسولوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہونی چاہئے۔ اسی کی تائید بعض احادیث بھی کرتی ہیں جن میں انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تک بتائی گئی ہے لیکن اس جم غفیر میں سے قرآن مجید میں جن انبیاء کے نام بتائے گئے ہیں ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے ان کے ساتھ اگر ہم ان پیشوایان اقوام کو بھی شامل کرلیں جن کی نبوت کے متعلق کوئی اشارہ قرآن میں نہیں ہے تب بھی یہ تعداد دہائیوں سے متجاوز نہیں ہوتی۔ اس طرح بے شمار انبیاء کا نام ونشان تک مٹ جانا، اور ان کی تعلیمات کے آثار کا محو ہوجانا، اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کی بعثت خاص زمانوں اور خاص خاص قوموں کے لئے ہوئی تھی، اور ان کے پاس کوئی ایسی شئے نہ تھی جو ثبات اور دوام بخشنے اور عالمگیر وسعت عطا کرنے کے قابل ہوتی۔

۲- پھر جن انبیاء اور پیشوایان اقوام کے نام ہم کو معلوم بھی ہیں ان کے حالات، اور تعلیمات پر افسانوں اور تحریفات کے اتنے پردے پڑے ہوے ہیں کہ ان کے متعلق ہمارے علم کو ہمارے جہل سے کوئی نسبت نہیں ان کے جس قدر آثار اس وقت دنیا میں موجود ہیں، انہیں ظنی اعتقاد سے قطع نظر کرکے، خالص تاریخی نقد کے معیار پر جانچیے تو آپ کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ ان میں کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جاسکتا ہو۔ ہم ان کا صحیح زمانہ تک متعین نہیں کرسکتے، ہم ان کے صحیح ناموں تک سے ناواقف ہیں، ہم قطعی طور سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ فی الواقع دنیا میں موجود بھی تھے یا نہیں۔ بودھ، زردشت، اور مسیح جیسی مشہور ہستیوں کے متعلق بھی محتاط مورخین نے شک کیا ہے کہ آیا وہ تاریخی ہستیاں ہیں یا محض تخیلی۔ پھر ان کی سیرتوں کے متعلق

جو کچھ معلومات ہمارے پاس ہیں وہ اتنی مجمل اور مبہم ہیں کہ زندگی کے کسی شعبے میں بھی ان کو نمونہ تقلید نہیں بنایا جا سکتا۔ اور یہی حال ان کی تعلیمات کا ہے۔ جو کتابیں یا جو تعلیمات ان کی طرف منسوب ہیں ان میں سے کسی کی سند ان تک نہیں پہنچتی، اور نہایت قوی شہادتیں اندرونی اور بیرونی، دونوں قسم کی ایسی موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں بکثرت تحریفات ہوئی ہیں۔ یہ امور اس امر کا یقین کرنے کے لئے کافی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء اور پیشوا گذرے ہیں ان کی رسالت اور پیشوائی عملاً ختم ہو چکی ہے۔

۳۔ قریب قریب تمام انبیاء اور پیشواؤں کے متعلق یہ بات ثابت ہے کہ اُن کی تعلیم ان مخصوص اقوام کے لئے تھی جن میں وہ آئے تھے۔ بعض نے خود اس کی تصریح کی، اور بعض کے متعلق واقعات نے اس کو ثابت کر دیا۔ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، کنفیوشس، زردشت، اور کرشن کی تعلیم کبھی ان کی قوم کے باہر نہیں گئی۔ یہی حال سامی اور آرین اقوام کے دوسرے رسولوں اور پیشواؤں کا ہے۔ البتہ بودھ اور مسیح کی تعلیم کو ان کے پیرووں نے دوسری اقوام تک پہنچایا، مگر خود انہوں نے کبھی نہ اس کی کوشش کی، اور نہ یہ کہا کہ ان کا پیغام تمام عالم کے لئے ہے۔ بلکہ مسیح علیہ السلام سے تو خود انجیل میں یہ قول منقول ہے کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے آئے تھے۔

۴۔ تمام انبیاء اور پیشوایانِ امم میں تنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جن کی سیرت اور تعلیم کے متعلق ہمارے پاس اس قدر صحیح، مستند، اور یقینی معلومات موجود ہیں کہ ان کی صحت میں شک کی گنجایش ہی نہیں ہے۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی کسی تاریخی شخصیت کے متعلق آج معلومات کا اتنا صحیح اور قابل اعتماد ذخیرہ موجود نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کوئی متشکک اس کی صحت میں شک کرے، تو اس کو تمام دنیا کا تاریخی ذخیرہ نذر آتش کرنا پڑیگا، کیونکہ اتنے مستند ذخیرے کی صحت میں شک کرنے کے بعد تو یہ ماننا لازم آتا ہے کہ تاریخ کا پورا علم جھوٹ کا ایک انبار ہے اور اس کے ایک لفظ پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

۵۔ اسی طرح تمام انبیاء اور پیشواؤں میں صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی سیرت اور زندگی کے حالات پوری تفصیل کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہیں، نہ صرف پیشوایان امم بلکہ دنیا کی تمام تاریخی شخصیتوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں ہے جس کی سیرت اتنی جزئی تفصیلات کے ساتھ تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہو۔ آنحضرت کے عہد اور ہمارے موجودہ عہد میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ صرف اتنا ہے کہ اُس زمانہ میں آنحضرت اپنی حیات جسمانی کے ساتھ موجود تھے، اور اب نہیں ہیں لیکن اگر زندگی کے ساتھ جسمانی زندگی کی قید نہ لگائی جائے، تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت آج بھی زندہ ہیں، اور جب تک دنیا میں آپ کی سیرت موجود رہے گی اس وقت تک آپ زندہ رہیں گے۔ احادیث اور سیر کی کتابوں میں دنیا آج بھی آنحضرت صلعم کی زندگی کو اتنے ہی قریب سے دیکھ سکتی ہے، جتنے قریب سے آپ کے عہد کے لوگ دیکھ سکتے تھے پس یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ انبیاء اور پیشوایان ادیان میں سے اگر کسی کا صحیح اور مکمل طور پر اتباع کیا جاسکتا ہے، تو وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۶۔ یہی حال آنحضرت صلعم کی تعلیم کا ہے جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، انبیاء اور پیشواؤں میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کی لائی ہوئی کتاب، اور جس کی پیش کی ہوئی تعلیم آج اپنی صحیح شکل میں موجود ہو، اور قابل یقین و اعتماد طریقے سے اپنے لانے والے اور پیش کرنے والے کی طرف منسوب کی جاسکتی ہو۔ یہ شرف تنہا آنحضرت صلعم کو حاصل ہے کہ آپ کی لائی ہوئی کتاب، قرآن بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے جن الفاظ میں آنحضرت نے اس کو پیش کیا تھا، اور قرآن کے علاوہ جو ہدایات آپ نے اپنی زبان وحی ترجمان سے دی تھیں، وہ بھی قریب قریب اپنی صحیح صورت میں آج تک محفوظ ہیں، اور انشاء اللہ ہمیشہ محفوظ رہیں گی۔ پس رسولوں اور پیشواؤں میں سے اگر کسی کی تعلیم کا اتباع یقینی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے تو وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۷۔ پچھلے زمانے کے انبیا اور پیشواؤں کی تعلیم اور سیرت کے متعلق جو ذخیرہ اس وقت دنیا میں

موجود ہے اس سب پر نظر ڈال جائیے۔ اس میں حق اور صداقت، خیر اور صلاح، حسن اخلاق اور حسن معاملت کے جتنے پاکیزہ نمونے آپ کو ملینگے، وہ سب کے سب آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کی سیرت میں پا سکتے ہیں اسی طرح آپ کے بعد نوع بشری کے جتنے رہنما پیدا ہوئے ہیں، ان کی تعلیم اور سیرت میں بھی آپ کو ایسی کوئی چیز نہ ملیگی جو حق اور صدق، نیکی اور بہتری ہو، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سیرت میں موجود نہ ہو۔ پھر آنحضرت کی تعلیم اور سیرت میں آپ کو علم حق، عمل صالح، اور اصول خیر کا ایک وافر ذخیرہ ایسا بھی ملے گا جو دنیا کے کسی اگلے اور پچھلے پیشوا کی تعلیم اور سیرت میں نہیں پایا جاتا۔ ان سب پر مزید یہ کہ علم الٰہی اور اخلاق و معاملات دنیوی کے متعلق کوئی ایسی صحیح بات انسان سوچ نہیں سکتا جو اسلام سے باہر ہو۔ پس یہ ایک حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سیرت تمام خیرات کی جامع ہے۔ حق جو کچھ تھا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر کر دیا، صراط مستقیم جس چیز کا نام تھا وہ آپ نے روشن کر کے دکھا دی۔ جملہ انفرادی اور اجتماعی حیثیات سے انسان کے اخلاق اور معاملات کو درست رکھنے اور دنیا میں صحیح طور پر زندگی بسر کرنے کے لئے جتنے اصول حقہ ہو سکتے تھے، وہ سب آپ نے واضح طور پر پیش کر دے۔ اب ان پر کسی اضافہ کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

۸۔ انبیا اور پیشوایان ادیان کے پورے گروہ میں تنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کی دعوت تمام نوع انسانی کیلئے ہے، اور عملاً بھی یہی ہوا کہ آپ نے اپنی زندگی میں شاہان اقوام کو دعوت نامے بھیجے، اور آپ کی دعوت روئے زمین کے ہر گوشے اور بنی آدم کی ہر قوم میں پہنچی۔ یہ خصوصیت آنحضرت صلعم کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ بعض نے تو نہ عالمگیری کا دعویٰ کیا اور نہ ان کو عالمگیری نصیب ہوی اور بعض کے مذاہب کو عالمگیری تو نصیب ہوئی، مگر خود انہوں نے نہ اس کا کبھی دعویٰ کیا، اور نہ اس کی کوشش کی۔ آنحضرت صلعم کے سوا ایسا اور کوئی نہیں ہے جس نے عالمگیری کا دعویٰ بھی کیا ہو، اس کے لئے کوشش بھی کی ہو اور جسے بالفعل عالمگیری نصیب بھی ہوئی ہو۔

۹۔ دنیا میں انبیاء کی آمد کے تین ہی سبب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کسی قوم کی ہدایت کے لئے پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو، اور بلحاظ قوم و مادی کی بنا پر اس کے لئے ایک نبی یا ایک سے زیادہ انبیاء کی ضرورت ہو۔ دوسرے یہ کہ پہلے کوئی نبی آیا تھا، مگر اس کی رسالت کے آثار محو ہوگئے، اس کی تعلیم اور اس کی لائی ہوئی کتاب میں تحریف ہوگئی، اس کی سیرت کے نشانات اس طرح مٹ گئے کہ لوگوں کے لئے اس کی پیروی کرنا اور اس کے اسوۂ حسنہ کی تقلید کرنا ممکن نہ رہا۔ تیسرے یہ کہ پہلے نبی یا انبیاء کی تعلیم اور ہدایت مکمل نہ ہو اور اس میں مزید اضافہ کی ضرورت ہو۔ ان تین اسباب کے سوا انبیاء کی بعثت کا کوئی چوتھا سبب نہ ہے اور نہ عقلاً ہوسکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کسی قوم کیلئے نبی آچکا ہو، اس کی تعلیم اور اس کی سیرت اپنی صحیح شکل میں محفوظ ہو، اس میں کسی اضافہ کی ضرورت بھی نہ ہو، اور پھر اس کے بعد کوئی دوسرا نبی بھیج دیا جائے۔ نبوت کا منصب اتنا چھوٹا اور ادنیٰ درجہ کا منصب نہیں ہے کہ محض کسی گذرے ہوئے نبی کی تعلیم کی طرف توجہ دلانے کے لئے اسے قائم کیا جائے۔ اس کام کے لئے علمائے حق اور مجددین کی جماعت بالکل کافی ہے۔ پس عقل قطعیت کے ساتھ یہ حکم لگاتی ہے کہ جب تک مندرجہ بالا اسباب ثلاثہ میں سے کوئی سبب داعی نہ ہو، اس وقت تک کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور ہمارے پچھلے بیان سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ تینوں دواعی مرتفع ہوچکے ہیں۔ آپ کی دعوت تمام نوع بشری کے لئے ہے۔ لہٰذا اب جدا جدا قوموں کے لئے نبی آنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کی لائی ہوئی کتاب اور آپ کے جملہ آثار رسالت اپنی صحیح شکل میں محفوظ ہیں، لہٰذا کسی نئی کتاب یا نئی ہدایت کے آنے کی بھی ضرورت نہیں۔ آپ کی تعلیم اور ہدایت مکمل اور جامع ہے، نہ علم حق میں سے کوئی چیز پوشیدہ رہ گئی ہے، اور نہ عمل صالح کے لئے ہدایت اور نمونۂ تقلید پیش کرنے میں کوئی کسر باقی ہے، لہٰذا اس پر کسی اضافہ کرنے والے کی بھی ضرورت نہیں۔ جب یہ تینوں دواعی موجود نہیں ہیں اور بعثت انبیاء کے دواعی انہی تین میں منحصر ہیں تو لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ قطعاً بند ہوچکا ہے۔ اگر اب یہ دروازہ کھلا ہے

تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ خدا فعل عبث بھی کرتا ہے، حالانکہ خدا اس سے پاک اور منزہ ہے کہ اس سے کوئی بے کار فعل صادر ہو۔

رسالت محمدی صلعم کی یہی وہ امتیازی حیثیات ہیں جن کو قرآن مجید نے پوری تفصیل و توضیح کے ساتھ پیش کیا ہے۔

دعوت عام قرآن کہتا ہے کہ:۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمٰتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (۷: ۲۰)	اے محمدؐ! کہو کہ لوگو میں تم سب کی طرف اس خدا کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ کرنے اور مارنے والا ہے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے ان پڑھ رسول و نبی پر جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے، اور اس کی پیروی کرو امید ہے کہ تمہیں ہدایت نصیب ہوگی۔
وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۳۴: ۳)	اور اے محمدؐ ہم نے تم کو تمام ہی انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، مگر لوگ اس سے ناواقف ہیں۔
يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ مِنْ رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ (۴: ۲۳)	اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے یہ رسول تمہارے پاس حق کے ساتھ آیا ہے، پس ایمان لاؤ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر کفر کرتے ہو تو تحقیق جان لو کہ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔
وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِينَ (۲۱: ۷)	اے محمدؐ! ہم نے تم کو تمام اہل عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا (۲۵ : ۱)

پاک ہے وہ جس نے حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب اپنے بندے پر آتاری تاکہ تمام اہل عالم کے لئے تنبیہ کرنیوالا ہو۔

اس سے چند امور مستنبط ہوتے ہیں۔

ایک یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کسی زمانے یا کسی قوم یا ملک کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ آپ ہمیشہ کے لئے تمام نوع بشری کے ہادی و رہنما ہیں۔

دوسرے یہ کہ تمام نوع انسانی آپ پر ایمان لانے اور آپ کا اتباع کرنے کے لئے مکلف ہے۔

تیسرے یہ کہ آپ پر ایمان لائے بغیر اور آپ کا اتباع کئے بغیر ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔

یہ تینوں امور ایمانیات میں داخل ہیں، کیونکہ اسلام جس عالمگیر بشری تہذیب کا نام ہے اس کی عالمگیری اور آفاقیت اسی اعتقاد پر مبنی ہے۔ اگر مان لیا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے باہر بھی ہدایت میسر آسکتی ہے تو دعوت اسلام سے اس کی عمومیت سلب ہو جاتی ہے اور اسلام کی عالمگیری ختم۔

تکمیل دین | رسالت محمدی کا دوسرا امتیاز جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے، یہ ہے:۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ (۹ : ۵)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو الھدیٰ اور دین الحق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے پوری جنس دین پر غالب کردے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔ (۵ : ۱)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت جس چیز کا نام ہے، اور دین حق کا اطلاق جس چیز پر ہوتا ہے وہ تمام و کمال رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بھیج دی گئی ہے، الدین (یعنی جنس دین) پر آپ کی رسالت کلیۃً حاوی ہو چکی ہے، آپ کے ذریعہ سے دین کو مکمل کر دیا گیا ہے، اور ہدایت کی وہ نعمت جو پہلے انبیاء کے

توسط سے تھوڑی تھوڑی کر کے عطا کی جا رہی تھی، اب اتمام کو پہونچا دی گئی ہے۔ اس کے بعد ہدایت اور دین او علم حق میں سے کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہی ہے جسے ظاہر کرنے کے لئے کسی اور نبی یا رسول کے آنے کی حاجت ہو۔ ان واضح الفاظ کے ساتھ جس تکمیل دین اور اتمام نعمت کا اعلان کیا گیا ہے، اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ پہلی نبوتوں کے ساتھ اطاعت اور اتباع کا تعلق منقطع ہو اور آیندہ کے لئے نبوت کا دروازہ بند ہو جائے۔ یہ دونوں امور یعنی نسخ ادیان سابقہ اور ختم نبوت، رسالت محمدی صلعم کے امتیازی خصائص ہیں، اور قرآن مجید میں ان دونوں کو صاف طور پر پیش کر دیا گیا ہے؟

نسخ ادیان سابقہ نسخ ادیان سابقہ سے مراد یہ ہے کہ پچھلے انبیاء نے جو کچھ پیش کیا تھا وہ اب منسوخ ہو گیا ان کی نبوت و صداقت پر اجمالی اعتقاد رکھنا تو ضروری ہے کیونکہ وہ سب اسلام ہی کے داعی تھے، اور ان کی تصدیق دراصل اسلام ہی کی تصدیق ہے، لیکن عملاً اطاعت اور اتباع کا تعلق اب ان سے منقطع ہو کر صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوۂ حسنہ کے ساتھ وابستہ ہو گیا ہے، اس لئے کہ اول تو اصولاً کامل کے بعد ناقص کی ضرورت نہیں رہی، دوسرے انبیائے سابقین کی تعلیم اور سیرت کے آثار تحریف و نسیان کی نذر ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے عملاً ان کا صحیح اتباع ممکن نہیں رہا۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں جہاں کہیں رسول کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا گیا ہے وہاں "الرَّسُولَ" یا النبی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد ہے، مثلاً اَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (۳: ۱۳) اور اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (۴: ۸) اور مَنْ يُّطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (۴: ۱۱) پھر یہی وجہ ہے کہ ان قوموں کو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور آپ کا اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو انبیائے سابقین میں سے کسی کی ماننے والی ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا ہے جو

يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ
الْكِتَابِ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم
مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۔ يَهْدِي
بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ
وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ
وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۵:۳)

تم سے بہت سی ایسی باتیں بیان کریگا جن کو تم کتاب میں سے چھپاتے تھے، نیز وہ بہت سی باتوں سے معاف بھی کر دے گا۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کھول کر بیان کرنے والی کتاب آگئی ہے جس کے ذریعہ سے اللہ ان لوگوں کو جو اس کی خوشنودی کا اتباع کریں گے، سلامتی کے راستوں کی طرف ہدایت بخشے گا اور انھیں تاریکیوں سے روشنی میں نکال لائے گا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کریگا۔

اور :—

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ
الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي
التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ
لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ
وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي
كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ
وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ
مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۔ قُلْ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ
جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَ

اہل کتاب میں سے ایمان دار وہ ہیں جو اس ان پڑھ رسول نبی کا اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا ہے ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے، اور ان پر سے اس بوجھ اور ان بندشوں کو اتار دیتا ہے جو ان پر مسلط تھیں۔ پس جو لوگ اس ایمان لائے اور اس کی حمایت اور امداد کی، اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اے محمدؐ کہدے کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں جو

وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ - (۷ : ۱۹-۲۰)

آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو زندہ کرنے اور مارنے والا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے ان پڑھ رسول و نبی پر جو اللہ اور اس کے کلمات پر ایمان لایا ہے اور اس کی پیروی کرو۔ امید ہے کہ تم ہدایت پاؤگے۔

ان آیات بینات میں نسخ ادیان سابقہ کی تصریح بھی ہے، اس کے معنی بھی بتادیے گئے ہیں، اس کی وجہ بھی ظاہر کردی گئی ہے، اس کے منطقی نتائج سے بھی آگاہ کردیا گیا ہے، یہ بھی بتادیا گیا ہے کہ اب ہدایت اور فلاح کا دامن نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اتباع سے وابستہ ہے، اور یہ بھی سمجھادیا گیا ہے کہ نبی امی کا دین دراصل اسی دین کی اصلاح اور تکمیل ہے جو توراۃ اور انجیل کے ماننے والوں اور دنیا کی دوسری قوموں کے پاس بھیجا گیا تھا۔

ختم نبوت اسی طرح تکمیل دین کے دوسرے نتیجہ، یعنی ختم نبوت کو بھی قرآن مجید میں بالفاظ صریح بیان کردیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ :-

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (۳۳ : ۵)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہوئے مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

نبوت کے سدباب کا یہ اتنا واضح اور کھلا ہوا اعلان ہے کہ اگر کسی کے دل میں زیغ اور کجی نہ ہو تو اس اعلان کے بعد وہ اسلام میں نبوت کے فتح باب کی گنجائش کسی طرح نہیں نکال سکتا۔ خاتم کو خواہ تائے مفتوح پڑھئے یا تائے مکسور دونوں صورتوں میں نتیجہ ایک ہی ہے، اور وہ یہ ہے کہ نبوت کا دروازہ اس خدا کے علم میں ہمیشہ کے لئے بند ہوچکا ہے جس کے علم کے خلاف کوئی امر واقع

نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ رسالت محمدیؐ کے لازمی اجزاء

تکمیل دین، نسخ ادیان سابقہ، اور ختم نبوت کے اعتقادات دراصل اسلام کے ایمانیات میں داخل اور عقیدۂ رسالت محمدی کے لازمی اجزاء ہیں۔ اسلام کی دعوت عام اس بنیاد پر قائم ہے کہ نوع انسانی کے لئے اسلام کی شکل میں ایک ایسا مکمل مذہب پیش کر دیا گیا ہے جس میں پچھلے تمام مذاہب کی کمی پوری کر دی گئی ہے، اور آیندہ کے لئے کوئی کمی ایسی نہیں چھوڑی گئی جس کو پورا کرنے کی کبھی ضرورت پیش آئے۔ اس مکمل مذہب نے ہمیشہ کے لئے اسلام اور کفر، حق اور باطل کے درمیان ایسا متعین اور مستقل امتیاز قائم کر دیا ہے کہ اب قیامت تک اس میں کسی قسم کا گھٹاؤ اور بڑھاؤ نہیں ہوگا۔ جو کچھ اسلام اور حق ہے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کر دیا اب اس جنس کی کوئی مزید چیز آنے والی نہیں ہے کہ آیندہ کسی زمانے میں انسان کا مسلم اور حق پرست ہونا اس نئی چیز کو تسلیم کرنے پر موقوف ہو۔ اور جس چیز کو محمدؐ صلعم نے کفر اور باطل قرار دیدیا ہے وہ ہمیشہ کے لئے کفر اور باطل ہے۔ اس میں سے کوئی چیز نہ اب حق اور اسلام ہو سکتی ہے، اور نہ اس کے سوا کسی دوسری چیز پر کفر اور اسلام کی تفریق قائم ہو سکتی ہے۔ یہی ٹھوس اور غیر تغیر پذیر بنیاد ہے جس پر عالمگیر اور دائمی ملت و تہذیب اسلامی کی عمارت تعمیر کی گئی ہے، اور ایسی بنیاد پر اس کی تعمیر اسی لئے کی گئی ہے کہ تمام دنیا کے انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک ہی ملت ایک ہی دین اور ایک ہی تہذیب کے اتباع پر متفق ہو سکیں، ایسی ملت جس کے کامل اور مستقل ہونے کا انہیں پورا یقین ہو، ایسا دین جو حق اور ہدایت پر پوری طرح حاوی ہو، حتی کہ اس جنس کی کسی شئے کے اس سے باہر رہ جانے کا اندیشہ نہ رہے، ایسی تہذیب جس کی عمارت میں کفر و اسلام کی کسی نئی تفریق سے رخنہ پڑ جانے کا خطرہ نہ ہو۔ اسی اعتماد پر اسلام کی دعوت عام مبنی ہے، اور اسی پر اسلام کے دوام و استحکام کا انحصار ہے۔ جو شخص کہتا ہے کہ اسلام آجانے کے بعد بھی ادیان سابقہ کا اتباع درست ہے وہ دراصل اسلام سے دعوت عام کا حق

چھینتا ہے، کیونکہ جب اسلام کے سوا دوسرے طریقوں سے بھی ہدایت ممکن ہو تو تمام اقوام و ملل کو اسلام کی طرف دعوت دینا ایک فضول حرکت ہو گی اور جو شخص کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں ہر زمانے کی ضروریات اور حالات کے لحاظ سے حذف و ترمیم اور اصلاح و اضافہ ہو سکتا ہے وہ دراصل اسلام سے دوام کا حق سلب کرتا ہے کیونکہ جو دین ناقص ہو اور حذف و اضافہ کا محتاج ہو، وہ ہمیشہ کے لئے ذریعہ ہدایت ہونے کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ جھوٹا ہو گا۔ پھر جو شخص کہتا ہے کہ اسلام میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کے آنے کی گنجائش ہے، وہ درحقیقت اسلام کے استحکام پر ضرب لگاتا ہے۔ نبوت کا دروازہ کھلا رہنے کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کی جمعیت ہمیشہ پراگندگی اور تفریق کے خطرہ میں مبتلا رہے۔ ہر نئے نبی کے آنے پر کفر اور اسلام کی ایک نئی تفریق ہو، اور ہر ایسے موقع پر بہت سے لوگ وہ اسلام سے خارج ہوتے چلے جائیں جو خدا پر، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر ایمان رکھنے والے ہیں پس اسلام میں نبوت کا فتح باب درحقیقت فتنے کا فتح باب ہے۔ اسلام کی بیخ کنی کے جتنے اسباب ممکن ہیں ان میں سب سے زیادہ مہلک اور خطرناک سبب یہ ہے کہ کوئی شخص اسلام میں نبوت کا دعویٰ کرے۔ امت مسلمہ کا نظام جمعیت اسی بنیاد پر تو قائم کیا گیا تھا کہ جو لوگ محمد رسول اللہ اور قرآن پر ایمان لائیں وہ سب مسلم اور مومن ہیں ایک ملت ہیں، ایک قوم ہیں آپس میں بھائی بھائی ہیں، رنج اور راحت میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ اب اگر کوئی شخص آئے اور کہے کہ محمد اور قرآن پر ایمان لانا کافی نہیں ہے جو مجھ پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے اگرچہ وہ محمد اور قرآن پر ایمان رکھتا ہو، پھر اسی بنا پر وہ مسلمانوں میں کفر اور اسلام کی تفریق کرے، اور اس قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے جس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم بنایا تھا، ان لوگوں کے درمیان برادری کے رشتے کو کاٹ دے جنہیں قرآن نے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ کہہ کر بھائی بھائی بنایا تھا، ان کی نمازیں الگ کر دے، ان کے درمیان مناکحت کے تعلقات توڑ دے، حتیٰ کہ ان میں عیادت اور تعزیت اور شرکت جنازات

کا تعلق بھی باقی نہ رکھے، تو اس سے بڑھ کر اسلام اسلامی قومیت، اسلامی تہذیب، اور اسلام کے نظام جماعت کے ساتھ اور کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟

اس بحث سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ رسالت محمدی کے ساتھ تکمیل دین، نسخ ادیان سابقہ اور ختم نبوت کا اعتقاد کس قدر اہمیت رکھتا ہے، اور اسلام کے بقا و استحکام اور اس کے شیوع عام کے لئے اس کا داخل ایمان ہونا کیوں ضروری ہے۔ (باقی)۔

مُسلم ریویو

یہ نہایت درجہ مبارک مفید اور بیحد معلومات سے لبریز ماہانہ رسالہ ہے جو زبان انگریزی میں لکھنؤ سے شائع ہوتا ہے۔ علمائے اسلام و مشاہیر عالم کے پرمغز اور مدلل تحقیقات جدیدہ سے مرصع اور مقبول خاص و عام مضامین اس میں عین وقت پر شایع کئے جاتے ہیں مغربی دنیا میں اس کے مضامین نے شمع ہدایت کا کام کیا ہے اور ہزاروں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی ہے۔ یورپ امریکہ اور انگلستان کے کتب خانوں میں اور نادار طالبان حق اور غیر مسلم حضرات کو مفت ہزاروں کی تعداد میں ماہانہ دیا جاتا ہے۔ فرق اسلامیہ کے اختلافات میں اپنا دامن نہیں الجھاتا۔ دور جدید کے پیغمبروں کا یہ ہم نوا نہیں نہ ان کی امت سے اس کو تعرض ہے۔ اس کی سرپرستی کرنا اور اس کو کثیر الاشاعت بنانا بلا لحاظ فرقہ سب مسلمانوں کا دینی فرض ہے

قیمت سالانہ صرف ۵ھ اور طلبا سے (۴ے)

منیجر مسلم ریویو، کیننگ اسٹریٹ لکھنؤ۔ (یو۔ پی)